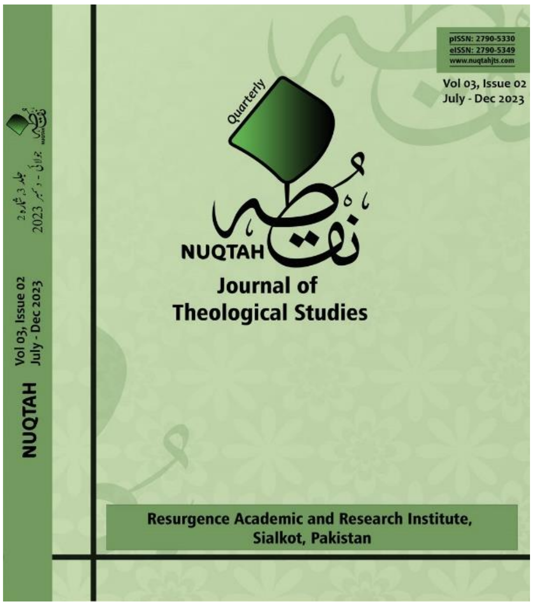

NUQTAH Journal of Theological Studies

Editor: Dr. Shumaila Majeed
(Bi-Annual)
Languages: Urdu, Arabic and English
pISSN: 2790-5330 eISSN: 2790-5349
https://nuqtahjts.com/index.php/njts

Published By:
Resurgence Academic and Research Institute, Sialkot (51310), Pakistan.
Email: editor@nuqtahjts.com

امام شوکانیؒ اور استنباطِ احکام کی بنیادیں
(ایک تحقیقی و تجزیاتی مطالعہ)

Imam Showkani and Foundations of Derivation of the Rulings (An exploratory and analytical study)

Muhammad Saad Dehlvi
Ph. D Scholar, Dept of Islamic Studies, The University of Lahore, Lahore.
msaaddehlvi.edu@gmail.com

Dr. Shahzada Imran Ayub
Associate Professor, Dept of Islamic Studies, Division of Islamic and Oriental Learning, University of Education, Lower Mall Campus, Lahore
shahzada.imran@ue.edu.pk

Hafiz Muhammad Masood Ahmad
PhD Scholar, Department of Islamic Studies, Division of Islamic & Oriental Learning, University of Education, Lower Mall Campus Lahore
hmmasood7@gmail.com

Published online: 5th Dec 2023

View this issue

OPEN ACCESS

CC BY

Complete Guidelines and Publication details can be found at:

https://nuqtahjts.com/index.php/njts/publication-ethics

امام شوکانیؒ اور استنباطِ احکام کی بنیادیں
(ایک تحقیقی و تجزیاتی مطالعہ)

Imam Showkani and Foundations of Derivation of the Rulings
(An exploratory and analytical study)

ABSTRACT

Imam Shukani is considered as Imam in jurisprudence and ijtihad. Hundreds of his students, numerous fatwas and many books are proof of this. In his ijtihad opinions, he has laid great emphasis on re-studying and renewing the foundations of jurisprudence. Because these principles are very important for Ijtihad. In this regard, some of the important principles stated by him are as follows; The first is that it is necessary to renew the rules and regulations of using jurisprudential heritage. The second is that every art must be derived from its people because the one who is an expert in the art can give a better opinion about it. Thirdly, there is a need to re-examine the established principles and rules of jurisprudence, because many rules have been passed down from the imams without evidence from the Qur'an and the Sunnah. Fourthly, there is a need to re-examine the rules of Jarh (جرح) wa Ta`deel (تعدیل) because many of the imitators have a soft spot for the narrators of their own religion and a harsh attitude towards those of other religions. Fifthly, it is necessary to derive the arguments of the Shariah from their original place, it is a mistake to take the arguments from the books of jurisprudence for the research of a topic, because the religious affiliation affects the priority of discussion and arguments. Sixthly, the principle of political jurisprudence must be renewed, because in the age of decadence, people have made many fabricated ideas a part of religion. Seventh and eighth is that the renewal of economic, administrative and social jurisprudence is also necessary. These points are being presented in detail in this article.

Key words: Showkani, jurisprudence, Ijtihad, principles, derivation, foundations, political, economic and administrative jurisprudence.

امام شوکانیؒ کا نام محمد اور ابو عبداللہ کنیت ہے، آپ کے والد کا نام علی اور دادا کا نام محمد ہے۔ آپ کے والد کو ''شوکانی'' کہا جاتا تھا، کیونکہ وہ شوکان بستی کے رہنے والے تھے جو یمن کے شہر صنعاء کے قریب ہے۔ والد صاحب ہی کی نسبت کی وجہ سے آپ کو بھی ''شوکانی'' کہا جانے لگا۔[1] آپ کی پیدائش بروز سوموار 28 ذوالقعدہ سن 1173ھ کو ہوئی۔[2] آپ نے دس سال کی عمر سے پہلے قرآن کریم مکمل حفظ کر لیا اور علماء و مشائخ کی خدمت میں حاضر ہونے لگے۔[3] ساتھ ہی نحو، فقہ، عروض، لغت اور تاریخ وادب کی کتب یاد کرنے کا سلسلہ شروع کر دیا۔ ابتدائی تعلیم کی تکمیل کے بعد اپنے والد اور یمن کے بلند پایہ علماء سے اعلیٰ علومِ دینیہ کے استفادہ میں مشغول ہوئے۔[4] حصولِ علم کے بعد عملی زندگی کا آغاز کیا اور تدریس،[5] فتویٰ نویسی اور تصنیف وتالیف سب سلسلے ایک ساتھ شروع کیے۔ بلند ہمتی اور جفاکشی آپ کی پہچان تھی، سینکڑوں شاگرد آپ سے فیض یاب ہوئے، بے شمار فتاویٰ جاری دیئے اور سینکڑوں تصانیف[6] یادگار چھوڑیں۔[7] 1209ھ میں جب یمن کے بڑے قاضی یحییٰ بن صالح شجری سحولی کی وفات ہوئی تو نظرِ انتخاب آپ پر پڑی اور آپ کو صنعاء کے قاضی کی مسند پر بٹھایا گیا جس پر آپ مرتے دم تک فائز رہے۔[8]

آپ زیدیہ مسلک سے تعلق رکھتے تھے اس لیے اولاً آپ نے فقہ زیدیہ کی تعلیم حاصل کی، مگر چونکہ آپ مجتہدانہ شان رکھتے تھے اس لیے فقہ زیدیہ میں محصور نہیں رہے بلکہ اس کی ناقدانہ جرح کی۔ آپ کے عقائد اصولِ دین اور صفاتِ الٰہی کے بارے میں وہی تھے، جو اسلاف کے ہیں۔[9] آپ طلب علم کے آغاز میں ہی یہ دعا کیا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ ان پر وہ علوم منکشف فرمادے جن سے راجح اور مرجوح ممتاز ہو جائے۔ چنانچہ آپ نے تقلید کے مروجہ انداز کو چھوڑ کر اجتہاد و تحقیق کا راستہ اختیار کیا[10] لیکن اس کے لیے جن علوم میں مہارت درکار تھی، ان میں اعلیٰ درجہ کی مہارت بھی حاصل کی، جس کا اعتراف بے شمار اہل علم نے بجا طور پر کیا۔[11] آپ کی وفات 26 جمادی الاخریٰ 1250ھ/1834ء کو 76 سال کی عمر میں صنعاء میں ہوئی۔ وہیں آپ کی نمازِ جنازہ ہوئی اور صنعاء ہی میں تدفین بھی عمل میں آئی۔[12]

استنباطِ احکام کی بنیادیں

امام شوکانیؒ نے اپنی اجتہادی آراء میں فقہ واستنباط کی بنیادوں کے گہرے مطالعے، ان کی وضاحت، تجدید اور ان پر درست طریقے سے عمل درآمد پر بہت زور دیا ہے۔ کیونکہ ایک مجتہد کے لیے فروعی مسائل سے زیادہ اہمیت ان اصولوں کی ہے جن سے وہ اخذ واستفادہ کرتا ہے۔ اگر اصول اور بنیاد ہی درست نہ ہو تو اس سے مسائل کا استنباط ہی بے اصل اور ناقابل عمل ہو جائے گا۔ مرورِ زمانہ کے ساتھ ساتھ ان اصولوں اور قواعدِ استنباط پر مجددانہ غور وفکر ضروری ہے کیونکہ ہر زمانہ میں متنوع مسائل پیش آتے ہیں، جس کی وجہ سے بسا اوقات قرآن وسنت کی روشنی میں نئے اصول وضع کرنا اور مسلمہ قدیمی اصولوں پر از سرِ نو غور کرنا، لازم اور ضروری ہو جاتا ہے۔

ایک وجہ ان فقہی استنباطات کی بنیادوں میں غور کرنے کی یہ بھی ہے کہ بعض استنباطی بنیادیں اور قواعد واصول اہل تقلید کے ہاں ان کے ائمہ سے بلا تحقیق منقول چلے آ رہے ہیں جن پر پورے کے پورے ابواب کی بنیاد کھڑی ہوتی ہے۔ ایسے میں جو شخص مجتہدانہ غور وفکر کرے گا، اسے لازمی طور پر ان منقول شدہ اصولوں کو قرآن وسنت کی روشنی میں پرکھنا ہوگا۔ اس لیے امام شوکانیؒ نے فقہی استنباط کی بنیادوں پر غور کرنے کے لیے بہت سے اصول وضع کیے ہیں جنہیں درج ذیل سطور میں واضح کیا جا رہا ہے:

1. فقہی ورثہ سے استفادے کے اصول وضوابط
2. ہر فن کو اس کے اہل سے اخذ کرنا
3. فقہ اور اصولِ فقہ کے مقررہ اصول و قواعد کی از سرِ نَو جانچ کی ضرورت
4. جرح اور تعدیل کے قواعد کی از سرِ نَو جانچ
5. دلائل شرعیہ کو ان کے اصل مقام سے اخذ کرنا
6. فقہِ سیاسی کے اصول کی تجدید
7. فقہِ اقتصادی کے اصول کی تجدید
8. فقہِ انتظامی ومعاشرتی کے اصول کی تجدید

1۔ فقہی ورثہ سے استفادے کے اصول وضوابط

امام شوکانی نے فقہی تحقیق کے بنیادی اصولوں کو متعین کرتے ہوئے فقہی ورثے سے استفادے کے منہج کو واضح کیا ہے۔ انہوں نے اسے تین اصولوں میں بیان کیا ہے:

پہلا اصول یہ ہے کہ علماء کے اجتہادات کو صرف ایک دلیل کے طور پر دیکھا جانا چاہیے اور انہیں شرعی دلیل کے طور پر نہیں لیا جانا چاہیے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اجتہاد ایک انسانی عمل ہے اور انسان خطا کا پتلا ہے۔ اس لیے کسی بھی اجتہاد کو قبول کرنے سے پہلے اس کی دلیلوں کی جانچ کرنا ضروری ہے۔ مختلف مذاہب کی تعبیرات میں تعصب نے اس خیال کو جنم دیا ہے کہ جو کچھ ائمہ نے فرمایا ہے وہ مکمل طور پر صحیح ہے اور ہر زمانہ اور ہر جگہ کے لحاظ سے موزوں ہے، اس پر کسی بھی قسم کی ترقی، تبدیلی یا اضافے کے لیے بحث نہیں کی

جاسکتی۔اس خیال نے ائمہ مذاہب کی آراء کواپنی ذات میں مستقل حجت بنادیا ہےاورانہیں فقہی تحقیق میں شرعی دلیل کامقام دے دیا ہے۔لہٰذااس بناپران خیالات کو جانچ پرکھ اور تحقیق کے لیے پیش کرنے کی کسی بھی کوشش کوائمہ کی علمی حیثیت پر حملہ، محقق کی شہرت کوداغدار کرنے اوراس کی مذہبی وابستگی پر شبہ کرنے کے مترادف سمجھا جاتا ہے۔شوکانیؒ نے اس نظریہ کوغلط ثابت کرنے کی کوشش کی۔ چنانچہ فرماتے ہیں: "اہم ترین بات ہے کہ آپ کسی بھی اسلامی عالم کے لیے اس شریعت کے کسی بھی معاملے میں منصف ہوں کیونکہ وہ آپ کے پاس اللہ تعالیٰ کی امانت ہے۔"[13] نیز فرماتے ہیں: "اگر مجتہد آپ سے علم کی کسی قسم میں فائق ہے اور آپ پر فہم کی کسی حد سے آگے نکل جاتا ہے تو بھی اس سے وہ اس سطح سے اوپر نہیں نکلتا کہ وہ بھی آپ ہی کی طرح عبادت کرنے والا ہے،نہ یہ کہ وہ اس درجے تک بلند ہو جائے کہ اس کی رائے بندوں پر حجت ہو جائے۔"[14] اسی طرح امام شوکانیؒ نے اس خیال کو بھی مسترد کر دیا کہ پہلے ائمہ نے اپنے اجتہاد سے بعد میں آنے والے لوگوں کواجتہاد کے فریضہ سے سبکدوش کر دیا ہے۔ بلکہ ان کے نزدیک اصل، جدوجہد اور اجتہاد کرنا ہے تاکہ پہلے حضرات کے علمی مقام تک پہنچا جاسکے۔فرماتے ہیں: "تمہیں یہ نہیں سمجھنا چاہیے کہ ان کا درست تمہارے لیے درست ہے اور ان کی خطا تمہاری خطا ہے۔ بلکہ تمہیں اپنے آپ کو جدوجہد اور تحقیق پر قائم کرنا چاہیے۔اپنی صلاحیت اور استطاعت کے مطابق جستجو کرنی چاہیے تاکہ تم ان تک پہنچ سکو جو شرعی احکام کواس معدن سے حاصل کرتے ہیں جس کا کوئی دوسرا معدن نہیں ہے۔"[15]

دوسرااصول فقہی روایت کا مطالعہ کرتے وقت آزادانہ نظر کا استعمال کرنا ہے۔اس کا مطلب ہے کہ صرف اس لیے کسی رائے کو مسترد یا قبول نہ کرنا کہ وہ کسی خاص عالم کی رائے ہے بلکہ اس کی دلیلوں کی بنیاد پر اس کا جائزہ لینا۔امام شوکانیؒ نے اس اصول کا حاصل اس طرح بیان کیا:

"انصاف اور اجتہاد کا یہ لازمی حق ہے کہ کسی فرد عالم کے بارے میں اچھا یا برا خیال نہ کیا جائے جس سے اس کی رائے کو قبول کرنا یا اسے رد کرنا بغیر کسی سوچ، غور وفکر، تحقیق اور تلاش کے ضروری ہو جائے۔ کیونکہ یہ مقلدوں کا کام ہے اور متعصبین کا طرز ہے، چاہے اس کا نفس اسے دھوکا دے کہ وہ منصفین میں سے ہے۔"[16]

تیسرا اصول یہ ہے کہ بہت سے ائمہ سے منقول ہے کہ وہ کثرتِ دلائل یا کثرتِ رواۃ کی بناپر ترجیح کے قائل رہے ہیں۔ چنانچہ امام الحرمین فرماتے ہیں: ''اکثر فقہاء جس بات کے قائل ہیں وہ کثرتِ تعداد سے ترجیح دینا ہے۔''[17] امام شوکانیؒ نے اسے بالکل مسترد کر دیا اور فرمایا کہ کسی بھی مسئلہ میں کثرتِ آراء سے متاثر نہیں ہونا چاہیے۔ چنانچہ اس اصول کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''مجتہد وہ ہے جو اس بات پر نظر نہیں کرتا کہ کس نے کہا، بلکہ اس پر غور کرتا ہے کہ کہا کیا گیا ہے۔ اگر وہ خود کو اکثریت کی رائے میں داخل ہونے، اقلیت کی رائے سے باہر نکلنے، یا جلالت قدر کے حامل فرد اور علم کے وسیع دائرے والے شخص کی پیروی کرنے کی طرف راغب پاتا ہے، اس کے سوا کوئی اور وجہ نہیں ہے تو اسے معلوم ہونا چاہیے کہ اس میں عصبیت کی ایک رگ اور تقلید کی ایک شاخ باقی ہے اور وہ اجتہاد کو اس کا حق نہیں دے پایا۔''[18]

2۔ ہر فن کو اس کے اہل سے اخذ کرنا

امام شوکانی کے نزدیک صحیح فقہی تحقیق کے لیے ضروری ہے کہ ہر فن کو اس کے ماہرین سے سیکھا جائے۔ غیر ماہرین سے علم حاصل کرنا انصاف کے اصولوں کے خلاف ہے۔ امام شوکانیؒ نے اس بات کو اس طرح واضح کیا: ''انصاف اس وقت تک مکمل نہیں ہوتا جب تک کہ ہر فن کو اس کے ماہرین سے نہ سیکھا جائے، چاہے وہ کوئی بھی ہو۔ اگر کوئی عالم جو اجتہاد کا اہل ہے، مثال کے طور پر حدیث کو اس کے ماہرین سے سیکھتا ہے اور پھر اس کی لغوی تشریح کو بھی ان سے لینا چاہتا ہے تو وہ ان سے لغوی معنی لینے میں غلطی کر رہا ہے۔ اسی طرح ان سے اعرابی معنی لینا بھی غلطی ہے۔ بلکہ اسے حدیث کو اس کے اماموں سے اس کی سند اور راویوں کی حالت کو جاننے کے بعد سیکھنا چاہیے۔ پھر اگر اسے اس حدیث میں سے کسی غیر معروف لفظ کے بارے میں جاننے کی ضرورت ہو تو وہ لغت حدیث کی کتابوں میں رجوع کرے۔''[19]

3۔ فقہ اور اصولِ فقہ کے مقررہ اصول و قواعد کی از سرِ نو جانچ کی ضرورت

امام شوکانیؒ کے نزدیک فقہ اسلامی میں ایسے قواعد شامل ہیں، جن کی لغت عربی یا اصولِ شرع میں کوئی ٹھوس بنیاد موجود نہیں۔ صرف علماء میں ان کے شائع ہونے کی وجہ سے وہ قطعیت کے درجے تک پہنچ کر قانون بن گئے اور ان قوانین کے ذریعے قرآن وسنت کی نصوص کو پرکھا جانے لگا۔ اس اصول کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''تعصب کے اسباب میں سے ایک سبب جسے بہت سے علم میں مشغول

ہونے والے نہیں سمجھتے، یہ ہے کہ بہت سے علماء اس بات کو مسترد کرتے ہیں جو مقرر کردہ قواعد کے خلاف ہو۔ جو شخص تحقیق سے غافل ہے وہ یہ مضمون سن کر اور بہت سے مصنفین کی طرف سے کی گئی اس سے متاثر ہو کر کہ وہ اس قاعدے کی مخالفت کرنے والے قرآن و سنت کے دلائل کو مسترد کرتے ہیں، وہ یہ سمجھتا ہے کہ وہ لوح محفوظ میں ہے لیکن جب وہ اس کی تحقیق کرتا ہے تو اکثر وہ ان الفاظ میں سے ہوتا ہے جو لوگوں کی نظر میں کسی عالم نے کہے تھے جو اب مٹی کے تلے ہیں، سوائے محض رائے اور دلیل عقلی کے ان کی کوئی بنیاد نہیں ہے۔"[20]

اس لیے امام شوکانیؒ نے اصول فقہ میں ایسے قواعد کی نشان دہی بھی کی ہے جو علم فقہ اور اصول فقہ میں پائے جاتے ہیں اور ان کی کمزوری اور ان سے استنباط کے صحیح نہ ہونے کو واضح کیا۔ اس سلسلے میں انہوں نے فرمایا: "ہم علم اصولِ فقہ میں ایک ایسے قواعد کو دیکھتے ہیں جنہیں ایک نے دوسرے سے لیا اور اخلاف نے اسلاف سے سیکھ لیا اور اس پر پل بنائے اور اسے قرآن وسنت کے دلائل کا امام بنا دیا۔ جسے وہ اصول جائز قرار دیتا ہے اسے جائز قرار دیتے ہیں اور جسے وہ مسترد کرتا ہے اسے مسترد کرتے ہیں۔ حالانکہ نہ تو وہ زبان کے کلی اصولوں میں سے ہے، نہ ہی شرعی قوانین میں سے۔ بلکہ اس کی کوئی بنیاد ہی نہیں ہے سوائے مختل خیال، فاسد گمان اور خالص رائے کے۔ جیسے وہ حُكْمِي عَلَى الْوَاحِدِ حُكْمِي عَلَى الْجَمَاعَةِ[21] (میرا ایک مسئلہ پر حکم پوری جماعت پر حکم ہے) اور نحن نحکم بالظاهر[22] (ہم ظاہر پر حکم لگاتے ہیں) کے اصول سے استدلال کرتے ہیں۔ لہٰذا جو شخص اسے من گھڑت سے درست تک اور پھر درست سے قطعی اصول کے درجہ تک پہنچاتا ہے، وہ دھوکہ میں مبتلا ہے۔"[23]

اس وضاحت کے بعد شوکانیؒ نے واضح کیا کہ ایسے قواعد کی تحقیق کرنے کی ضرورت ہے اور انہیں مسلمات کے طور پر نہیں لیا جانا چاہیے جن پر تحقیق کے مقدمات اور نتائج قائم ہوتے ہیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں: "جو شخص حق تک پہنچنا چاہتا ہے اور انصاف کے شعار کو تھامے رہنا چاہتا ہے، اس پر لازم ہے کہ وہ ان امور کی تحقیق کرے۔ اگر وہ ایسا کرتا ہے تو اس کے اور حق کے درمیان کوئی چیز حائل نہیں ہوگی۔"[24]

4۔ جرح وتعدیل کے قواعد کی از سرِ نو جانچ

امام شوکانیؒ کی رائے ہے کہ فقہی مطالعات میں انصاف کی پابندی کو روکنے والے عوامل میں سے ایک عنصر جرح وتعدیل کے علم میں تقلید کی روش ہے جس میں کچھ مصنفین عصبیت سے کام لیتے ہیں۔اس کی وجہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اگر جرح وتعدیل کے درپے وہ لوگ ہو جائیں جو تقلید میں مبتلا ہیں تو ان کے نزدیک عادل وہی ہوتا ہے جو ان کے اپنے مذہب میں ان سے متفق ہو اور مجروح وہ ہوتا ہے جو ان سے اختلاف کرتا ہے، چاہے وہ کوئی بھی ہو۔"[25]

جن لوگوں کو یہ بات معلوم نہیں ہے انہیں امام شوکانیؒ نے یہ مشورہ دیا ہے کہ وہ جرح وتعدیل کے مصنفین کی وہ تصنیفات دیکھیں جو مذاہب کی اشاعت اور لوگوں کی ان سے وابستگی کے بعد لکھی گئی ہیں۔اسی طرح مؤرخین کی کتابیں دیکھیں تو وہ واضح طور پر دیکھیں گے کہ مذہب میں موافقت جرح کے موجبات سے تعرض نہ کرنے اور ان کے اسباب کو چھپانے پر مجبور کرتی ہے۔اگر وہ کبھی کبھار ان چیزوں میں سے کسی چیز سے تعرض کرتے بھی ہیں تو مصنف اس کی ایسی تاویلات کرتا ہے جو اس جرح کو ختم کردے۔اور اگر بات مخالف روایات کی حالت کی ہو تو معاملہ اس کے برعکس ہوتا ہے۔ان باتوں سے یہ نہ سمجھا جائے کہ جرح وتعدیل کے علماء جان بوجھ کر جھوٹ بولتے ہیں۔بلکہ یہ تقلید کے اثرات میں سے ایک اثر ہے جو علوم ومعارف پر پڑتا ہے۔[26]

اسی لیے امام شوکانیؒ نے فقہی تحقیق میں انصاف کی ضروریات میں سے ایک چیز یہ بھی ضروری قرار دی ہے کہ مذاہب کی اشاعت اور تقلید کے بڑھنے کے بعد ہونے والی جرح وتعدیل کے قواعد کا جائزہ لیا جائے۔اس کے لیے جرح وتعدیل کے عمل میں نئے قواعد پر عمل کرنا چاہیے۔ان قواعد میں امام شوکانیؒ کے بقول مندرجہ ذیل پر انحصار کرنا چاہیے:

1. اگر راوی کا عیب روایت سے متعلق ہے، جیسے کہ روایت میں جھوٹ بولنا، حافظہ کی کمزوری یا بے پرواہی، تو یہ قابل قبول عیب ہے۔ لیکن اگر عیب کسی اور چیز سے متعلق ہے تو اس کی کوئی اہمیت نہیں۔
2. اگر کوئی شخص کسی مذہب سے وابستہ ہے تو اس کی موافقوں کی طرف سے کی گئی جرح اور مخالفوں کی طرف سے کی گئی توثیق قابل قبول ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص ایسی بات کرتا ہے جس سے موافق کی توثیق اور مخالف کی جرح لازم آتی ہے تو اس پر توقف کرنا چاہیے، یہاں تک کہ یہ کسی اور طریقے سے معلوم ہو جائے یا اس قدر مشہور ہو جائے کہ اسے سننے والا

اسے قبول کر لے۔

5۔ دلائل شرعیہ کو ان کے اصل مقام سے اخذ کرنا

امام شوکانیؒ کا خیال ہے کہ کسی موضوع کی تحقیق کے لیے اس کے دلائل کو فقہی مذاہب کی کتابوں سے لینا ایک خامی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مذہبی وابستگی ضرور ان کتابوں کے مصنفین کی پیشکش، بحث اور دلائل کی ترجیح کو متاثر کرے گی۔ شوکانی کے خیال میں یہ خامی انصاف کو نقصان پہنچاتی ہے، کیونکہ وہ:

1. مذہبی وابستگی سے مصنف اپنے مذہب کے دلائل کو زیادہ اہمیت دے گا اور ان پر زیادہ توجہ دے گا۔
2. اپنے مخالف کے دلائل کو کم اہمیت دے گا اور ان پر کم توجہ دے گا۔
3. اپنے مذہب کے دلائل کو "دلائل"، "حجت"، یا "صحیح" قرار دے گا، جبکہ وہ اپنے مخالف کے دلائل کو "شبہات" یا "غیر معتبر" قرار دے گا۔

اس خامی سے بچنے کے لیے، محقق کو اپنی تحقیق کے لیے ہمہ جہتی ذرائع کا استعمال کرنا چاہیے، بشمول فقہی مذاہب کی کتابوں کے ساتھ ساتھ قرآن و سنت، فقہ کی تاریخ اور دیگر متعلقہ علوم کے ذرائع۔ انصاف کا تقاضا ہے کہ دلائل کو ان کے اصل ذرائع سے حاصل کیا جائے۔ اس کی وجہ یہ بیان فرماتے ہیں کہ "اگر محقق صرف فقہی مذاہب کی کتابوں پر غور کرے گا تو وہ غلطی میں پڑ سکتا ہے اور حق کو باطل سمجھ سکتا ہے۔ اس کی وجہ اپنی تحقیق کو صرف ان کتابوں تک محدود رکھنا ہے جو کسی متعصب شخص نے لکھی ہیں اور ان کے ساتھ حسن ظن رکھنا ہے۔"[27]

امام شوکانیؒ نے فقہی تحقیق کے لیے جو بنیادی اصول وضع فرمائے ہیں ان کے ذریعے وہ ایک ایسی مضبوط اور منظم تحقیقی طریقہ کار تشکیل دینا چاہتے تھے جو محقق کو غلطیوں سے بچائے۔ ان کے نزدیک حقیقی مجتہد وہ ہے جو شریعت کے دلائل کو ان کے اصل ذرائع سے حاصل کرتا ہے اور اپنے آپ کو نبی کریم ﷺ کے زمانے میں موجود سمجھتا ہے، چاہے وہ آخری زمانے کا ہو۔ گویا کہ اس سے پہلے کوئی عالم یا مجتہد نہیں ہوا۔ اس طرح وہ شریعت کے احکام کو ان کے اصل مفاہیم میں سمجھ سکتا ہے جیسا کہ صحابہ کرام نے سمجھا اور تب معاملہ آسان ہو جائے گا اور وہ ڈر اس کے دل سے اتر جائے گا جو جمہور کی طرف سے آیا ہے۔[28]

6۔فقہِ سیاسی کے اصول کی تجدید

فقہ سیاسی میں امام شوکانی نے مختلف رسائل میں اہم سیاسی مسائل پر بحث کی ہے۔ یہ مسائل اسلامی ممالک میں موجود حکمرانی کے نظام کی وجہ سے پیدا ہوئے ہیں اور ان سے سیاسی عقائد اور موقف پیدا ہوئے ہیں جو اس کے دور کی سیاسی فکر کی خصوصیت ہیں۔ ان میں سے کچھ مسائل یہ ہیں:

- دین اور ریاست کی علیحدگی کے اصول
- حکمرانوں سے تعلق کے اصول
- سیاسی استحکام کے عوامل

مذکورہ اور دیگر موضوعات امام شوکانی کی سیاسی اصلاح کی بنیاد بنتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ان میں شرعی تصور تک پہنچنا ان غلط تصورات کو درست کرنے میں مدد کرے گا جو زوال کے ادوار میں دین میں جزوی طور پر پیدا ہوئے ہیں۔

- **دین اور ریاست کی علیحدگی کے اصول:**

دین اور ریاست کی علیحدگی کے اصول کے بارے میں امام شوکانیؒ نے اس کے تاریخی جذور اور اسلامی معاشرے پر اس کے نفاذ کے نتائج کو بیان کرنے میں دلچسپی لی ہے۔ یہ اصول بہت سے اسلامی ممالک میں حکمرانی کے نظاموں کا سیاسی عقیدہ بن گیا ہے۔ آپ نے اس اصول کی جڑیں تاتاریوں کے بادشاہ چنگیز خان (548-624ھ) تک پھیلی ہوئی بتائی ہیں۔ انہوں نے بادشاہوں اور رعایا کے کے لیے مخصوص قوانین نافذ کیے اور انہیں اپنی مسلم رعایا پر نافذ کیا۔ ان کے بعد ان کے بیٹوں نے بھی یہی روش اپنائی۔ جب ان کے کچھ پوتے مسلمان ہو گئے اور ان میں سے کچھ کے پاس اسلامی سرزمین میں اقتدار رہا تو انہوں نے اپنے اسلام کے باوجود حکومت سے متعلق معاملات میں انہی قوانین پر عمل کیا۔ چنانچہ ان قوانین نے اسلامی ممالک میں جڑ پکڑ لی اور حکمرانوں نے انہیں تسلیم کر لیا، جیسے کہ: ''ملک شرعی اصول کے مطابق نہیں چل سکتا اور وہ خود ساختہ قوانین کے بغیر نہیں چل سکتا۔''[29]

- **حکمرانوں سے تعلق کے اصول:**

حکمرانوں سے تعلق کے اصول کی تجدید کرتے ہوئے امام شوکانیؒ نے علماء کی عہدوں سے کنارہ کشی کو مسترد کر دیا۔ متقدمین کے ہاں تقریباً یہ اصول مسلمہ چلا آرہا تھا کہ عہدوں اور عہدہ داروں سے تعلق اپنی آخرت تباہ کر دینے کے مترادف ہے اس لیے کہ اس میں بہت سے منکرات کا یا تو ارتکاب کرنا پڑتا ہے یا کم از کم حکمرانوں کو ان میں مبتلا دیکھتے ہیں، ان سے چشم پوشی کرنی پڑتی ہے۔ امام شوکانی کا خیال تھا کہ حکمران معاشرے اور ریاست پر اثرات مرتب کرنے والے مراکز ہیں جن سے علماء کی بے رغبتی پوری ریاست کے لیے اسلامی تعلیمات سے دور ہونے کا سبب بنتی ہے۔ اس کے برعکس ان کا خیال یہ تھا کہ علماء کی حکومت اور ریاست کے اداروں میں مشغولیت انصاف کو حاصل کرنے، حکمرانوں کی اصلاح کرنے اور ان کے ظلم کو کم کرنے کا ایک اہم ذریعہ ہے۔ اس سلسلے میں انہوں نے کہا: ''کسی عقلمند پر یہ بات پوشیدہ نہیں کہ اگر علماء، فضلاء اور دین دار لوگوں نے حکمرانوں کے ساتھ مداخلت سے گریز کیا تو پاک شریعت معطل ہو جائے گی، کیونکہ اس پر عمل کرنے والا کوئی نہیں ہو گا۔ اسلامی سلطنت جاہلی سلطنت میں بدل جائے گی، دینی اور معاشرتی احکامات میں جہالت پھیل جائے گی اور کتاب و سنت کے احکامات کو اعلانیہ توڑا جائے گا، خاص طور پر بادشاہ، اس کے خاص لوگوں اور اس کے پیروکاروں کی طرف سے۔''[30]

امام شوکانیؒ نے ان لوگوں سے اختلاف کیا جو معاشرے اور ریاست میں تبدیلی کے مراکز سے کنارہ کشی کو منکرات کی کثرت کا عذر بناتے ہیں۔ انہوں نے ان کی دلیل کو جو سد الذرائع پر مبنی ہے، ایک منطقی اور عقلی دلیل سے رد کیا جس کا مطلب ہے کہ منکرات کی موجودگی ہر اس مسلم ریاست میں لازمی ہے جو خلافت کے عہد کے بعد قائم ہوئی ہے، جہاں حکومت کا نظام بادشاہت بن گئی ہے۔ انہوں نے حکمرانوں سے تعلق کے مسئلے کا مطالعہ شریعت کے مقاصد اور اس کے عام قواعد کی روشنی میں کرنے کی تجویز دی، جیسے کہ ضررِ اعظم کو ضررِ ادنیٰ سے دفع کرنے کا قاعدہ۔ فرماتے ہیں: ''اہلِ منصبِ دینی میں سے جو ان سے تعلق رکھتے ہیں، وہ بعض حالات میں کچھ منکرات سے در گزر کر سکتے ہیں، لیکن رضامندی کے لیے نہیں، بلکہ اس لیے کہ ان کی کوشش سے اس سے بڑا منکر دفع ہو گیا اور یہ اس وقت تک ممکن نہیں ہے جب تک وہ اس سے کم درجہ کے منکر میں سختی نہ کریں۔''[31]

البتہ شوکانیؒ نے حکمرانوں سے تعلق کے لیے ایک اہم ضابطہ ضرور مقرر کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ ان کے ظلم کی توجیہ نہ کی جائے اور ان کے نفاذ میں حصہ نہ لیا جائے۔ چنانچہ انہوں نے فرمایا: ''جو شخص ان سے تعلق رکھتا ہے، وہ ان سے اس لیے تعلق نہ رکھے تاکہ ان کے ظلم اور زیادتی میں ان کی مدد کرے بلکہ اس لیے رکھے تاکہ اللہ کے حکم کے مطابق لوگوں میں فیصلہ کرے۔''[32] آپ کے خیال میں حکمران اور محکوم کے درمیان تعلق ترجیحات اور موازنہ کی فقہ کی بنیاد پر قائم ہے جو زیادہ نقصان اور کم نقصان میں فرق کی پہچان پر مبنی ہے۔ تاہم چونکہ عہدوں اور حکمرانوں سے کنارہ کشی کا اصول پوری اسلامی دنیا میں ایک عام فقہی عقیدہ بن گیا ہے، اس لیے اس بات کا ادراک رکھتے ہوئے امام شوکانی نے علماء پر زور دیا کہ وہ حقائق کے دباؤ سے آزاد ہوں اور ان فیصلوں سے متاثر نہ ہوں جو معاشرہ ان پر ان کے حکمرانوں سے تعلق کی وجہ سے لگائے جاتے ہیں، جو بنیادی طور پر اسلامی شریعت میں ضرر اور مصلحت کے قواعد کی نادانی کی بنیاد پر مبنی ہوتے ہیں۔

- **سیاسی استحکام کے اصول:**

امام شوکانیؒ کی سیاسی فقہ میں سے ایک موضوع سیاسی استحکام ہے۔ شاید ان کی اس مسئلے میں دلچسپی اس بات کا نتیجہ تھی کہ انہوں نے اسلامی دنیا میں عام طور پر اور یمن میں خاص طور پر، سیاسی جدوجہد میں اضافے کا مشاہدہ کیا۔ آپ نے سیاسی استحکام کے لیے تین بنیادی عوامل کی نشاندہی کی:

1. **فوجی طاقت:** جو عوام کو تحفظ فراہم کرتی ہے اور حکمران کو مخالفین کے خلاف دفاع کرنے کی اجازت دیتی ہے۔
2. **اقتصادی طاقت:** جو عوام کو روزگار اور خوشحالی فراہم کرتی ہے اور حکومت کو فرائض کی انجام دہی میں مدد دیتی ہے۔
3. **مذہبی عہدے:** جو حکمرانوں کو شرعی اصول فراہم کرتے ہیں اور عوام کی اصلاح کے لیے ایک پلیٹ فارم مہیا کرتے ہیں۔

امام شوکانی کے نزدیک یہ عوامل ایک دوسرے سے منسلک ہیں۔ ایک مضبوط معیشت ہی طاقتور فوج کو برقرار رکھنے میں مدد کر سکتی ہے اور اسی طرح طاقتور عسکری قوت ہی مضبوط معیشت کو تحفظ فراہم کر سکتی ہے۔

7۔ فقہِ اقتصادی کے اصول کی تجدید

اقتصادی فقہ کو امام شوکانیؒ نے یمن کی مالی پالیسی پر لاگو کیا جس پر یمن کی معیشت کی بنیاد قائم تھی، خاص طور پر اقتصادی بحرانوں کے دور میں جو انتظامی بدعنوانی، داخلی انتشار اور پڑوسی ممالک کے ساتھ جنگوں کی وجہ سے پیدا ہوئے تھے۔ یہ پالیسی بہت سے ٹیکس پر بھی مشتمل تھی جسے بعض علماء کی تائید اور شرعی فتویٰ بھی حاصل تھا۔ ان علماء نے ان ٹیکسوں کا جواز یہ پیش کیا تھا کہ حکومت ٹیکسز کے بغیر قائم نہیں ہوسکتی بلکہ وہ ان مروجہ ٹیکسوں سے ہی چلتی ہے جو عام طور پر لیے جاتے ہیں اور جس نے عوام کی معاشی حیثیت پر بہت منفی اثر ڈالا تھا۔ آپ نے زکاۃ اور شریعت کے مقرر کردہ مالی فرائض کے علاوہ عائد کیے جانے والے ان ٹیکسوں کی مخالفت کی اور خلیفہ کے کاتب اور قاضی القضاۃ کے طور پر امام منصور علی بن عباس کو، جو ٹیکسوں میں زیادتی کی پالیسی اپناتے تھے، مشورہ دیا کہ رعایا میں انصاف کا تقاضا ہے کہ ان سے صرف اس چیز کا مطالبہ کیا جائے جو اللہ تعالی نے فرض کیا ہے۔ منصور نے شوکانیؒ کے مشورے کو قبول کیا اور انہیں تمام رعایا کے لیے ایک منشور لکھنے کی ذمہ داری سونپی جس میں اقتصادی اصلاحات شامل ہوں۔ چنانچہ انہوں نے ایک منشور تحریر کیا جس میں لکھا گیا تھا کہ: ''تمام علاقوں میں خلیفہ کی تمام رعایا اور جو لوگ اس مبارک مملکت کے دور دراز تک کے خطوں میں رہتے ہیں، ان پر کوئی مطالبہ نہیں ہے، سوائے اس کے جو شریعت نے ان کے تمام مال میں لاگو کیا ہے خواہ وہ کتنا بھی ہو، جس میں اللہ کا حق ہے، اس کے سوا ان سے کوئی مطالبہ نہیں کیا جائے گا۔''[33]

امام شوکانیؒ نے صرف ذاتی ملکیت کی ضمانت پر ہی اکتفا نہیں کیا بلکہ اس کے دفاع کا حق بھی دیا۔ چنانچہ فرمایا: ''جو شخص اللہ تعالی کے مقرر کردہ سے زیادہ ایک نقیر یا قطمیر بھی طلب کرے گا، اس کی اطاعت نہیں کی جائے گی۔ مسلمانوں پر واجب ہے کہ وہ اسے روکیں اور اس کی شکایت مقامی جج کو کریں۔ جج کو اسے امام کے دربار تک پہنچانا ہوگا تاکہ اسے اس جرم کی سزا دی جاسکے جس سے دوسرے لوگ بھی باز آجائیں۔''[34] اس اہم اعلان کو آپ نے پورے ملک میں عام کرنے کا حکم دیا اور کہا کہ ہر حکمران کو اسے اپنے علاقے کی رعایا کے سامنے پڑھنا چاہیے۔ وہ اس کی ایک نقل ہر گاؤں کے لوگوں کو اپنے دستخط اور مہر کے ساتھ فراہم کرے تاکہ وہ اسے اپنے پاس رکھیں اور اس کے ذریعے ہر ظالم کے ظلم اور ہر جابر کی زیادتی کو دفع کرسکیں۔

اس مقام پر یہ بات قابل غور ہے کہ امام شوکانی کا یہ موقف ٹیکسوں میں زیادتی کے رجحان کا صرف ایک جزوی علاج نہیں تھا، بلکہ یہ آپ کا ایک اہم فقہی اجتہاد تھا جس کا مقصد ظالمانہ اقتصادی پالیسی کو درست کرنا اور اس سے پیدا ہونے والے سماجی ظلم کو دور کرنا تھا، جو شہریوں کے لوٹ مار اور ان کے استحصال پر مبنی تھا، اس لیے کہ یہ ملک کے مفاد اور اللہ کے راستے میں جہاد کے نام پر تھا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ نے اس موضوع پر ایک رسالہ "تنبيه الأمثال على عدم وجوب الاستعانة من خالص المال" لکھا۔ اسی طرح آپ نے اپنی کتاب "السيل الجرار" میں بھی اس مسئلے پر بحث کی، جہاں انہوں نے "الأزهار" کے مصنف کی رائے سے اتفاق کیا کہ شہریوں کے پیسوں سے مدد لینا جائز ہے، بشرطیکہ یہ خطرہ ہو کہ کفار مسلمانوں کے کسی علاقے کو نیست و نابود کر دیں۔ تاہم آپ نے ایک شرط یہ بھی رکھی کہ یہ مدد لینا بطور قرض ہونا چاہیے۔ کیونکہ شہریوں کے پیسے ان کے ذاتی ہیں جبکہ بیت المال مشترکہ ہے۔ ہاں اگر مستقبل میں بیت المال سے قرض ادا کرنا ممکن نہ ہو تو پھر مسلمانوں پر ذمہ داری عائد ہو گی۔"[35]

پھر امام شوکانیؒ نے اس بات کی تشخیص کے لیے ایک ضابطہ بنادیا کہ کس صورت میں شہریوں کے پیسوں سے مدد لینا جائز ہے اور کس صورت میں نہیں۔ چنانچہ انہوں نے یہ شرط لگائی کہ ایسا کرنا صرف تب جائز ہے جب مسلمانوں کے کسی علاقے کو کفار نیست و نابود کرنے کے درپے ہوں۔ فرماتے ہیں: "جان لو کہ یہ مخصوص حالات کے تحت اجازت دی جانے والی مدد وہ نہیں ہے جو آپ کے زمانے کے حکمران حاصل کرتے ہیں۔ وہ رعایا کے پیسے اس لیے لیتے ہیں کہ وہ اسے اپنی مرضی کے مطابق استعمال کر سکیں۔ وہ یا تو انہیں کسی ایسی جنگ پر خرچ کرتے ہیں جو ضروری نہیں ہے یا کسی رعایا پر ظلم کرنے کے لیے استعمال کرتے ہیں جو شریعت کے خلاف ہے۔ یا وہ کسی ایسے شخص کے خلاف جنگ کرتے ہیں جو ان کے اقتدار کو چیلنج کرتا ہے۔"[36]

امام شوکانیؒ نے اپنے بعض رسائل میں اپنے ملک کی اقتصادی پالیسی کو بہتر بنانے کی کوشش کی۔ انہوں نے کئی اہم مسائل پر بحث کی، جیسا کہ بے روزگاری کا مسئلہ اور دولت کی تقسیم میں حکومت کی مداخلت۔ اپنے رسالہ "بلوغ السائل أمانيه بالتكلم في المصارف الثمانية" میں، انہوں نے واضح کیا کہ "حکومت کو زکوٰۃ کے پیسوں کو اسلام اور مسلمانوں کے مفاد کے مطابق تقسیم کرنے کا وسیع اختیار ہے۔"[37]

زکوٰۃ کی تقسیم کے موضوع پر امام شوکانیؒ نے "فی سبیل اللہ" مصرف کی وسیع تعریف کی۔ انہوں نے اسے صرف جہاد کے لیے نہیں، بلکہ ہر اس راستے کے لیے جائز قرار دیا جو اللہ تعالیٰ کی طرف لے جاتا ہے اور اسلام اور مسلمانوں کے مفاد کو پورا کرتا ہے۔ انہوں نے کہا: ''میں کہتا ہوں کہ "فی سبیل اللہ" کا مطلب ہے "اللہ کے راستے میں"۔ یہاں مراد اللہ تعالیٰ کی طرف جانے کا راستہ ہے لیکن اس حصے کے صرف مجاہدین کے لیے مخصوص ہونے کی کوئی دلیل نہیں بلکہ اسے ہر اس چیز پر خرچ کیا جاسکتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف جاتی ہے۔ یہی آیت کا لغوی معنی ہے اور چونکہ شریعت میں یہاں صحیح روایت میں منقولی روایت نہیں ہے اس لیے ہمیں لغوی معنی پر ہی عمل کرنا چاہیے۔''[38]

8۔ فقہِ انتظامی و معاشرتی کے اصول کی تجدید

امام شوکانی نے انتظامی اور معاشرتی فقہ کے اصول کی بھی تجدید کی ہے۔ اس مقصد کے لیے انہوں نے "الدواء العاجل في دفع العدو الصائل" نامی رسالہ لکھا جس میں انہوں نے یمن کے معاشرے کی خامیوں کی نشاندہی کی۔ ان خامیوں میں دینی تعلیم سے بڑھتی ہوئی دوری، ریاستی و انتظامی اداروں کی خرابی اور اس کے نتیجے میں پیدا ہونے والا معاشرتی زوال شامل ہیں۔ آپ نے انتظامی و معاشرتی فقہ پر بحث کو دو حصوں میں تقسیم کیا ہے: پہلے حصے میں معاشرتی خرابیوں اور ان کے اسباب کا نہایت باریک بینی سے مطالعہ پیش کیا اور دوسرے میں ان خرابیوں کے حل اور تدارک کے لیے مستحکم اصول وضع کیے۔

معاشرتی خرابیوں کے مطالعے کے ضمن میں آپ نے یمن کے معاشرے کو تین حصوں میں تقسیم کیا: ایک، ریاست کے احکام کی پیروی کرنے والی رعایا۔ دوسرے، ریاست کے اختیارات سے باہر کی رعایا اور تیسرے، شہروں کے باشندے۔ انہوں نے واضح کیا کہ یہ تینوں طبقات شریعتِ اسلامیہ سے عام طور پر ناواقف ہیں، جس کی وجہ سے یمن کے معاشرہ میں معاشرتی برائیوں کا پھیلاؤ ہوا ہے۔ انہوں نے اس رسالے میں اس فساد کے اسباب اور اس کی شکلوں پر بھی بحث کی اور اس بات پر زور دیا کہ اس کی بنیادی وجہ حکام کا اپنے بنیادی فرائض سے ہٹ کر اپنے ذاتی مقاصد اور مالی حالت کو بہتر بنانے کے لیے اپنے عہدوں کا استعمال کرنا ہے۔ چنانچہ فرمایا: ''شرعی اُمور اور دینی فرائض ہی وہ ہیں جن کے لیے اللہ نے اماموں، سلاطین اور قاضیوں کو مقرر کیا ہے۔ ان کی تقرری مال جمع کرنے اور رعایا کے مال کو اس فریضہ سے زیادہ لینے کے لیے نہیں کی گئی ہے جو اللہ نے ان پر عائد کیا ہے۔''[39]

انہوں نے یہ بھی واضح کیا کہ ہر صوبے میں نیکی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے کی ذمہ داری تین افراد پر عائد ہے: عامل، کاتب اور قاضی۔ان میں سے عامل یعنی گورنر کا کام صرف اب یہی رہ گیا ہے کہ وہ حق یا ناحق طریقے سے رعایا سے رقم وصول کرتے پھریں۔وہ اپنی ذمہ داری کے فرائض سے دور ہیں، جیسے دینی فرائض کو قائم کرنا اور شرعی منکرات سے روکنا۔بلکہ الٹا رعایا کا گناہوں میں مبتلا ہونا، ان حاکموں کے لیے سب سے پسندیدہ چیز ہے، کیونکہ یہ اس سے ان کے لیے رعایا سے رقمیں وصول کرنے کا ایک دروازہ کھل جاتا ہے۔اس کے علاوہ کاتب بھی عامل کا شریک ہے، کیونکہ اس کا کام صرف ایک دفتر جمع کرنا ہے جس میں عامل رعایا سے وصول کی جانے والی زیادتیوں کو لکھتا ہے۔جبکہ رہا قاضی، تو وہ شریعت اور قضاء کے احکامات سے ناواقف ہے۔وہ اپنے عہدے کی ضروریات کو ترک کر دیتا ہے، جیسے کہ معروف کا حکم دینا، منکر سے روکنا، رعایا سے ظلم دور کرنا اور ظالم کی گرفت کرنا۔اس کا مقصد دونوں فریقوں سے رقم جمع کرنا ہے اور اس کے عہدے کی حفاظت کے لیے کچھ رقم استعمال کرنا ہے۔

اس انتظامی فساد نے اندرونی تنازعات کو جنم دیا ہے اور یہ تنازعات جانوں کے ضیاع، حرمتوں کی پامالی اور شہروں کے سقوط کا باعث بنے۔نیز انہوں نے شدید معاشی بحرانوں کو جنم دیا جنہوں نے لوگوں کی زندگی کو اجیرن بنا دیا اور آمدنی کے بہت سے ذرائع کو منقطع کر دیا۔اسی طرح لوگوں کی دولت، تجارت اور آمدنی کو کمزور کر کے رکھ دیا۔امام شوکانیؒ نے ان تمام مسائل کو سنت اللہ یعنی معاشرے کے متعلق اللہ تعالیٰ کے اجتماعی قوانین کے ساتھ جوڑا ہے۔یہ قوانین ان افراد اور معاشروں پر اجتماعی سزا کے نفاذ کا حکم دیتے ہیں جو گناہوں اور خلاف ورزیوں کا ارتکاب کرتے ہیں۔یہ سزا ان لوگوں کے لیے بھی ہے جو حکام ہیں۔وہ لوگ جو معروف کا حکم دینے اور منکر سے روکنے میں ناکام رہتے ہیں۔

- **معاشرتی فسادات کو دور کرنے کے لیے رہنما اصول:**

امام شوکانیؒ نے ان بیماریوں کے علاج کے لیے دو اصولوں پر مبنی تصور پیش کیا؛ایک دینی تعلیم کا فروغ اور اسے عام کرنا اور دوسرا، عہدوں کی تقرری کے لیے کڑی شرائط عائد کرنا۔

پہلا اصول، دینی تعلیم کا فروغ:

امام شوکانیؒ نے اس بات پر زور دیا کہ دینی تعلیم کو فروغ دینااور دینی تعلیم کو عام کرنا ضروری ہے۔اس سے لوگوں کو ان کے حقوق اور فرائض کے بارے میں آگاہی حاصل ہوگی اور وہ ظلم اور زیادتی کے خلاف لڑنے کے قابل بنیں گے۔ چنانچہ فرماتے ہیں:

''رعایا کی اصلاح،انہیں اسلام کے فرائض سکھانے اور انہیں ان فرائض پر عمل کرنے پر مجبور کرنے کے لیے رقم خرچ کرنا ضروری ہے۔اور ہمیں حاکموں سے مطالبہ کرنا چاہیے کہ ان کی زیادہ تر کوشش اور ان کا بنیادی مقصد رعایا کو ان باتوں کی دعوت دینا ہو جو اللہ نے فرض کی ہیں اور انہیں اس چیز سے روکنا ہو جن سے اس نے منع فرمایا ہے۔''[40]

دوسرا اصول، عہدوں کی تقرری کی شرائط:

اس حوالے سے امام شوکانیؒ نے فرمایا کہ حکام کی عہدوں پر تقرری کے لیے ان کا کڑی شرائط پر پورا اترنا ضروری ہے۔ یہ عمل انہیں اپنے فرائض کو پورا کرنے اور ظلم اور زیادتی سے گریز کرنے پر مجبور کرے گا۔ فرماتے ہیں: ''ہر صوبے میں قضاۃ کا انتخاب ان لوگوں میں سے کیا جانا چاہیے جن میں اللہ نے علم، عمل، زہد اور پرہیزگاری جمع کر دی ہو۔ اور وہ دوسری طرف ان لوگوں میں سے ہونے چاہئیں جو اپنے آپ کو رعایا کی اصلاح، انہیں اللہ کے فرائض سکھانے اور ان پر ہونے والے ظلم کو دور کرنے کے لیے وقف کر دیں جن کا شریعت مطہرہ میں کوئی جواز نہیں۔ وہ صرف وہی رقم وصول کریں جو اللہ نے ان کے لیے مقرر کی ہے کیونکہ اس میں ان چیزوں سے زیادہ نفع ہے جو ظلم کے طور پر لی جاتی ہیں۔''[41]

حاصل کلام

امام شوکانی نے اپنی اجتہادی آراء میں فقہ واستنباط کی بنیادوں کے از سرِ نو مطالعے اور ان کی تجدید پر بہت زور دیا ہے۔ کیونکہ جہاں ان اصولوں کی استنباط واجتہاد کے لیے بہت زیادہ اہمیت ہے، وہیں مرورِ زمانہ کے ساتھ ساتھ ان پر مجددانہ غور وفکر بھی ضروری ہے۔ نیز بعض قواعد واصول مقلدین کے ہاں ان کے ائمہ سے بلا تحقیق منقول چلے آرہے ہیں جن کو قرآن وسنت کی روشنی میں پرکھنا ضروری ہے۔ اس ضمن میں امام شوکانی کے بیان کردہ اصولوں میں سے چند اہم یہ ہیں: پہلا یہ کہ فقہی ورثہ سے استفادے کے اصول وضوابط کی تجدید ضروری ہے کیونکہ مجتہدین بھی ہماری طرح ہی احکام شرع کے مکلف تھے لہٰذا جیسے انہوں نے احکام شرع میں غور کیا ایسے ہی ہمیں بھی احکام میں غور کرنا ہوگا۔ دوسرا یہ کہ ہر فن کو اس کے اہل سے اخذ کرنا ضروری ہے اس لیے کہ جو جس فن کا ماہر ہو وہی

اس کے متعلق بہتر رائے دے سکتا ہے، لہٰذا محدث لغوی معنٰی میں حجت نہیں، لغت کا عالم نحوی ترکیب میں حجت نہیں اور نحوی عالم صرفی تحقیق کے لیے حجت نہیں۔ تیسرا یہ کہ فقہ اور اصولِ فقہ کے مقررہ اصول و قواعد کی از سرِ نَو جانچ کی ضرورت ہے کیونکہ بہت سے قواعد ائمہ سے قرآن وسنت کے دلائل کے بغیر منقول ہوئے ہیں۔ چوتھا یہ کہ جرح و تعدیل کے قواعد کی از سرِ نو جانچ کی ضرورت ہے کیونکہ بہت سے مقلدین میں اپنے مسلک کے راویوں کے لیے نرم گوشہ جبکہ دوسرے مسلک کے لیے سخت رویہ پایا جاتا ہے۔ پانچواں یہ کہ دلائل شرعیہ کو ان کے اصل مقام سے اخذ کرنا لازم ہے، کسی موضوع کی تحقیق کے لیے اس کے دلائل کو فقہی مذاہب کی کتابوں سے لینا ایک خامی ہے، کیونکہ مذہبی وابستگی بحث اور دلائل کی ترجیح کو متاثر کرتی ہے۔ چھٹا یہ کہ فقہِ سیاسی کے اصول کی تجدید ضروری ہے، کیونکہ زمانہ انحطاط میں لوگوں نے بہت سے من گھڑت خیالات کو دین کا حصہ بنادیا ہے۔ ساتواں اور آٹھواں یہ کہ امام شوکانیؒ نے فقہِ اقتصادی، انتظامی و معاشرتی کی تجدید کے اصول بھی وضع فرمائے جن میں موجودہ زمانہ کے حکام کے رویوں کو نشانۂ تنقید بنایا اور اسی طرح انتظامی طور پر دینی تعلیم کے فروغ اور عہدوں کی تقرری کے لیے انہیں کڑی شرائط پر پرکھنے کے اصول وضع کیے۔ بلاشبہ مذکورہ اصول جہاں استنباط واجتہاد کی ترقی و تجدید کے لئے مفید ہیں وہاں معاشرتی اصلاح و فلاح کے بھی ضامن ہیں۔

مصادر اور مراجع:

[1] محمد بن علي بن محمد بن عبد الله اليمني الشوكاني، البدر الطالع بمحاسن من بعد القرن السابع (بيروت: دار المعرفة، س ن) ، 1/ 480۔

Muhammad bin Ali bin Abdullah Al-Showkani, Al-Badr Al-Tali’ Bimahasin Man Bad al-Qarn al-sabi’ (Beirut: Dar al Marifah, ND) 1/480.

[2] ایضاً،2/ 215۔

Ibid, 2/ 215.

[3] ابو مصعب محمد صبحي بن حسن حلاق، مقدمة الفتح الرباني من فتاوى الإمام الشوكاني (صنعاء: مكتبة الجيل الجديد، س ن)،1/ 24۔

Abu Mus`ab Muhammad Subhi bin Hassan Hallaq, Muqadima Al-Fath Al-Rabbani min Fatawa al-Imam Al-Showkani (Sana'a: Maktaba al-Jail al-jadid, ND), 1/24.

[4] ابراهيم هلال، مقدمة قطر الولى على حديث الولي (مصر :دار الكتب الحديثة، س ن)، 16۔

Ibrahim Hilal, Muqadima Qatr al-wali Ala Hadith al-wali (Egypt: Dar al Kutub al-Hadeetha, ND), 16.

[5] ایضاً،1/ 464۔

Ibid, 1/464.

[6] أحمد عزو عناية، مقدمة إرشاد الفحول إلى تحقيق الحق من علم الأصول (بيروت: دار الكتاب العربي،1999ء)، 1/ 12۔

Ahmad, Azwo Inayah, Muqadima Irshad al-Fuhool ila tahqeeq al-haq min ilm al-usool (Beirut: Dar ul Kitab al-Arabi, 1999), 1/ 12.

[7] حلاق ، الفتح الرباني من فتاوى الإمام الشوكاني ،1/ 24۔

Hallaq, Al-Fath Al-Rabbani min Fatawa al-imam Al-Showkani, 1/24.

[8] ایضاً،1/ 26۔

Ibid, 1/26.

[9] محمد بن علي الشوكاني ، مقدمة فتح القدير (بيروت: دار ابن كثير ،1414 ھ)، 1/ 7۔

Muhammad bin Ali Al-Showkani, Muqadima Fath Al-Qadeer (Beirut: Dar Ibn Katheer, 1414 AH), 1/7.

[10] محمد بن علي الشوكاني ، أدب الطلب ومنتهى الأدب (بيروت: دار ابن حزم ، 1998ء)، 35۔

Muhammad bin Ali Al-Showkani, Adab al-Talab wa Muntaha Al-Adab (Beirut: Dar Ibn Hazm, 1998), 35.

[11] عمر رضا كحاله، معجم المؤلفين (بيروت: دار إحياء التراث العربي ، س ن)، 11/ 53۔

Umar Raza Kahalah, Mojam al-Moallifeen (Beirut: Dar Ihyaa al-Turath al-Arabi, ND), 11/53.

[12] الشوكاني ، مقدمة فتح القدير ،1/ 10۔

Al-Showkani, Muqadma Fath al-Qadeer, 1/10.

[13] الشوكاني ، أدب الطلب ومنتهى الأدب ،33۔

Al-Showkani, Adab al-Talab wa Muntaha Al-Adab, 33.

[14] محوّلہ بالا۔

Ibidem.

[15] الشوكاني ، أدب الطلب ومنتهى الأدب ،34 ۔

Al-Showkani, Adab al-Talab wa Muntaha Al-Adab, 34.

[16] ایضاً،154۔

Ibid, 154.

[17] امام الحرمين أبو المعالي عبد الملك بن عبد الله الجويني، البرهان في أصول الفقه(بيروت: دار الكتب العلمية ، 1997ء)، 2/ 185۔

Imam Al-Haramain, Abu al-Maa`li Abdul Malik bin Abdullah Al-Juwaini, Al-Burhan fi Usool Al-Fiqh (Beruit: Dar al Kutab Al-Ilmyyah, 1997) 2/185.

[18] الشوكاني ، ادب الطلب ومنتهى الأدب ،154۔

Al-Showkani, Adab Al-Talab wa Muntahi Al-Adab, P:154

[19] أبو الطيب محمد صديق خان الحسيني البخاري القِنَّوجي، ابجد العلوم (دمشق، منشورات وزارت الثقافة،1978 ء)،192۔

Abu Al-Tayyab Muhammad Siddiq Khan Al-Hussaini al-Bukhari Al-Qunoji, Abjad al Uloom (Dimacus: Manshoorat wazarat al-Thaqafah, 1978) 192.

[20] الشوكاني ، أدب الطلب ومنتهى الأدب ،112۔

Al-Showkani, Adab Al-Talab wa Muntaha Al-Adab, 112.

[21] أبو حامد محمد بن محمد الطوسي الغزالي ، المستصفى(بيروت: دار الكتب العلمية ، 1993ء) ،235۔

Abu Hamid Muhammad bin Muhammad al-Toosi Al-Ghazali, Al-Mustasfa (Beirut; Dar al Kutab Al-Ilmyyah, 1993), 235.

[22] فخر الدين أبو عبد الله محمد بن عمر التيمي الرازي، المحصول(بيروت: مؤسسة الرسالة ، 1997ء)، 4/ 407۔

Fakhr al-deen, Abu Abdullah Muhammad bin Umar al-Taimi Al-Razi, Al-Mahsool (Beirut: Moassasa Al-Risalah, 1997), 4/407.

[23] الشوكاني ، ادب الطلب ومنتهى الأدب ،114۔

Al-Showkani, Adab al-Talab wa Muntahi Al-Adab, 114.

[24] محوّلہ بالا۔

Ibidem.

[25] ایضاً،116۔

Ibid, 116.

[26] محوّلہ بالا۔

Ibidem.

[27] ایضاً،115۔

Ibid, 115.

[28] ایضاً،155۔

Ibid, 155.

[29] عبد الغني قاسم الشراجي، الإمام الشوكاني حياته وفكره (بيروت: مؤسسة الرسالة، س ن) ، 358-360.

Abul Ghani Qasim al-Shiraji, Al-Imam Showkani Hayatuhu wa Fikruhu (Beirut: Moassasa Al-Risalah, ND), 358-360.

[30] الشوكاني ، الفتح الرباني من فتاوى الإمام الشوكاني، 9/ 4672۔

Al-Showkani, Al-Fath al-Rabbani min Fatawa al-imam Al-Showkani, 9/4672.

[31] محوّلہ بالا۔

Ibidem.

[32] محوّلہ بالا۔

Ibidem.

[33] حسين بن عبد الله العمري، الإمام الشوكاني رائد عصره دراسة في فقهه وفكره (شام، دار الفكر المعاصر، 1990ء)، 464۔

Hussain bin Abdullah Al-Umri, al-imam Al-Showkani Raid Asrihi Dirasa fi Fiqhihi wa fikrihi (Beirut: Dar ul Fikar al-Muaasir, 1990), 464.

34 ایضاً ،464۔

Ibid, 464.

35 السيل الجرار المتدفق على حدائق الأزهار، 946۔

Al-Sail Al-Jarrar Al-Mutadaffiq Al-Azhar, 946.

36 محوّلہ بالا۔

Ibidem.

37 الشراجي، الإمام الشوكاني حياته وفكره، 380۔

Al-Shraji, Al-imam Al-Showkani Hayatuhu wa fikruhu, 380.

38 أبو الطيب محمد صديق خان الحسيني البخاري القِنَّوجي، الروضة الندية شرح الدرر البهية (بيروت: دار المعرفة ، 1998ء)1/ 206۔

Abu Al-Tayyab Muhammad Siddiq Khan Al-Hussaini al-Bukhari Al-Qunoji, Al-Rowdha Al-Nadyyah Sharah Al-Durar Al-Bahyyah (Beirut: Dar ul Marifah, 1998), 1/ 206.

39 الشوكاني ،ا لفتح الرباني من فتاوى الإمام الشوكاني ،11/ 5753۔

Al-Showkani, Al-Fath Al-Rabbani Min Fatawa Al-Imam Al-Showkani, 11/5753.

40 محوّلہ بالا۔

Ibidem.

41 محوّلہ بالا۔

Ibidem.